155

بچوں کا کھلونا



بچوں کا کھلونا

از

محمد شفیع الدین نیر

مکتبہ جامعہ

دہلی۔ نئی دہلی۔ لکھنؤ۔ بمبئی ۳

تعداد طبع ۱۰۰۰ | قیمت ۱۳ر

سنہ ۴۵ء
دیال پریس، دہلی

کونسی نظم کس صفحہ پر ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیمؕ

۲۲

دیباچہ

خدا کا شکر ہی کہ ہمارے ملک میں بچّوں کی طرف بھی کافی توجہ ہونے لگی ہی۔ اب ماں باپ اس بات کی کوشش کرتے ہیں کہ بچّہ کسی اچھے اسکول میں داخل کیا جائے۔ اُس کو پڑھانے والے استاد بچّوں کی تعلیمی ضروریات سے واقف ہوں۔ اُن کی کتابیں زبان اور مضمون کے لحاظ سے ان کی عمر کے مناسب ہوں۔

اِدھر یہ جذبہ بڑھا۔ اُدھر اس قسم کی کتابیں بازار میں آنے لگیں اور نثر کی کتابوں کا اچھا خاصا ذخیرہ مہیّا ہوگیا۔ جو اگرچہ ہمارے بچّوں کی ضروریات سے بہت کم ہی۔ پھر بھی بسا غنیمت ہی۔

ہاں اس ذخیرہ میں نظم کی کمی اب بھی نظر آتی ہی۔ میں نے چند سال ہوئے اس کمی کو محسوس کیا اور کچھ نظمیں لکھ کر "بچّوں کا تحفہ" کے نام سے شائع کیں۔ ملک میں اِس سرے سے اُس سرے تک اُس کتاب کو ایسی مقبولیت حاصل ہوئی کہ میں نے اس کام کو آگے بڑھانے کا ارادہ کرلیا۔

"بچوں کا تحفہ" دو حصوں میں ہے اور سات آٹھ برس سے لے کر دس گیارہ برس کے بچوں کے لئے موزوں ہے۔ ضرورت تھی کہ کچھ نظمیں ایسی بھی ہوں کہ جن سے ان سے بھی کم عمر کے بچے فائدہ اٹھا سکیں۔ اس خیال کو پیش نظر رکھ کر میں نے پانچ چھ برس کے بچوں کے لئے یہ چند نظمیں لکھی ہیں جو "بچوں کا کھلونا" کے نام سے آپ کے سامنے پیش ہیں۔

ان نظموں کی زبان آسان، اور طرز بیان سیدھا سادھا ہے۔ بچوں کے ذہنی رجحان کا خیال رکھ کر ہر نظم نہایت مختصر ہے۔ اور یہ نظمیں ہیں بھی ایسی چیزوں پر جو اس عمر کے بچوں کے سامنے رہتی ہیں اور جن سے یقین ہے کہ وہ لطف اٹھائیں گے۔ ساتھ ہی کچھ ایسے گیت بھی شامل کر دئے ہیں جو کھیل کے طور پر کھیلے جا سکتے ہیں۔

یہ نظمیں بچوں کے مختلف رسالوں میں شائع ہو چکی ہیں۔ اور اُن اصحاب نے جو بچوں کی تعلیم سے شغف رکھتے اور ان کی ضروریات سے واقف ہیں، ان نظموں کو چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کے لئے ہر لحاظ سے موزوں پایا ہے۔ اس امر سے مجھے ہمت ہوئی کہ ان نظموں کو کتابی شکل میں اہل ملک کے سامنے پیش کروں۔

مجھے اُمید ہے کہ بچوں کی اچھی تعلیم اور مناسب تربیت سے دلچسپی رکھنے والے بزرگ چھوٹی عمر کے بچوں کے لئے اس کتاب کو دلچسپ اور مفید پائیں گے اور ان کے ذریعہ چھوٹے چھوٹے بچے اس سے فائدہ اٹھا سکیں گے۔ کہ اسی امید پر یہ نظمیں پیش کی جاتی ہیں۔

بچوں کا خیر خواہ
محمد شفیع الدین نیّر

دہلی قرول باغ
اگست ۱۹۴۳ء



ہمارے خدا نے بنایا ہمیں

ہمارے خُدا نے بنایا ہمیں   اُسی نے کھلایا پلایا ہمیں

اُسی نے دیے ہم کو ماں باپ بھی   ہمیشہ رہا مہرباں آپ بھی

اُسی نے دیے بہن بھائی ہمیں   اُسی نے کھلائی مٹھائی ہمیں

بناتا ہی بگڑی ہوئی بات وہ   ہمیں یاد رکھتا ہے دن رات وہ

اُسی نے دیا رہنے سہنے کو گھر   کہ ہو چین سے زندگانی بسر

اُسی نے دیا ہم کو جو کچھ دیا   کریں ہم سدا شکر اُس کا ادا

سبھی سے ہے پیارا ہمارا خُدا   ہے پیارا ہمیں اپنا پیارا خدا



ہے یارب ہماری یہی آرزو
کہ ہر دم رہے مہرباں ہم پہ تو
دُعا یہ ہماری تو کر لے قبول
کلی ہیں ابھی ہم بنا ہم کو پھول

ملے تن درستی سے راحت ہمیں
نہ ہو عمر بھر کچھ شکایت ہمیں

بہت جلد پروان چڑھ جائیں ہم
بہت جلد بڑھ جائیں پڑھ جائیں ہم

پڑھائی میں ہم دل لگاتے رہیں
بھلائی میں ہم نام پاتے رہیں

کریں فرض ادا رات دن صبح شام
رہیں خوش سدا رات دن صبح شام

خدایا! ہمیں سیدھا رستہ دکھا
خدایا! بُرائی سے ہم کو بچا



۳۔ ذرا آسماں کا سماں دیکھیے

ذرا آسماں کا سماں دیکھیے

ستاروں کا جھرمٹ عیاں دیکھیے

ہزاروں ہی تارے ہیں بکھرے ہوئے

ہیں موتی کی مانند بکھرے ہوئے

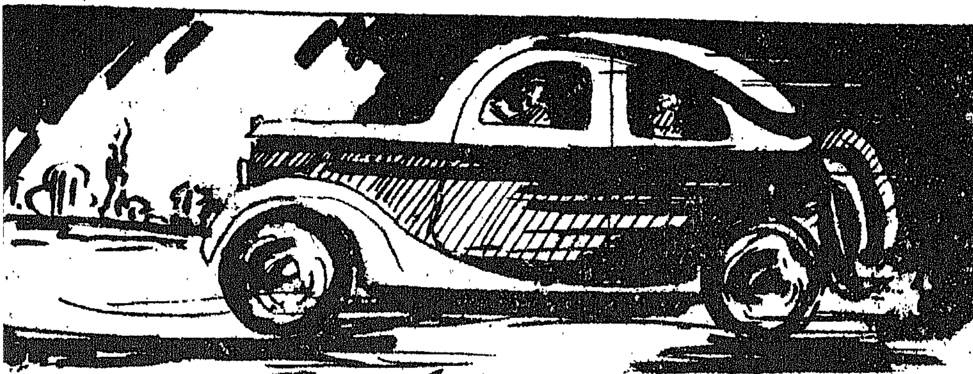
نجانے فلک پر ہیں روشن چراغ
کہ آراستہ ہے یہ پھولوں کا باغ

چمکتے ہیں اور جھلملاتے ہیں یہ
ہمیں دیکھ کر مسکراتے ہیں یہ

ستارے یہ سوتے نہیں رات بھر
یہ پل بھر کو ہوتے نہیں بے خبر

سہانا سماں مجھ کو بھاتا ہے یہ
انہیں دیکھ کر دل میں آتا ہے یہ

کسی دن بڑا جب میں ہو جاؤں گا
چمک اپنی دنیا کو دکھلاؤں گا



اے لو اے لو موٹر آئی

اے لو اے لو موٹر آئی
دیکھو دیکھو موٹر آئی
شوفر نے بھونپو کو ٹٹولا
بھونپو پوں پوں پوں پوں بولا

موٹر بھی ہے خوب سواری
واری اس پر دنیا ساری
زور دکھاتی آتی ہے یہ
شور مچاتی آتی ہے یہ
تیزی میں یہ موٹر کیا ہے
اچھّی خاصی تیز ہوا ہے
دوڑتی موٹر آتی ہے جب
ہم سب بچّے کہتے ہیں تب
چھوڑو رستہ بھاگو بھائی
موٹر آئی ، موٹر آئی



میں نے کس وقت کیا کیا

میں چھ بجے سو کر اُٹھا   پہلے تو بستر تہ کیا
پھر ہاتھ منہ دھو کر ذرا   اللہ سے مانگی دُعا
گھنٹہ بجا جب سات کا   میں نے کیا تب ناشتا
بیٹھا میں پڑھنے آٹھ پر   پڑھتا رہا پڑھتا رہا
ٹن ٹن بجے نو جب گھڑی   گھنٹے نے یہ مجھ سے کہا

تیار ہے کھانا اٹھو کھا پی کے لو بستہ اٹھا
اسکول جاؤ وقت پر
ہے وقت پر جانا بھلا



صدرو بدرو تھے دو بھائی

اُن میں تھی بس ایک برائی

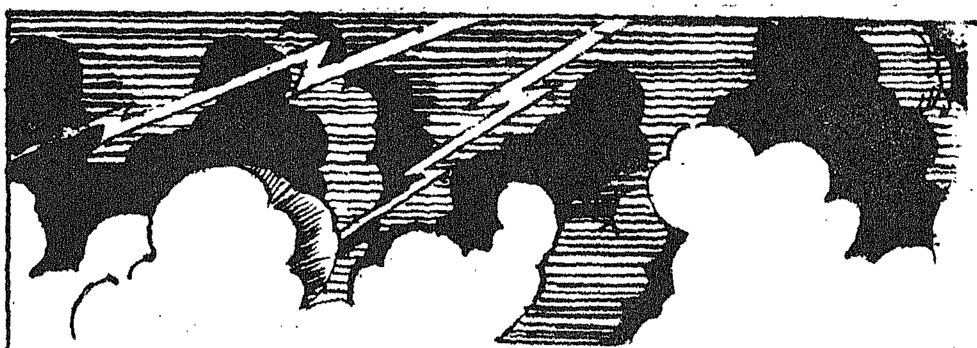
دیر میں اُٹھتے ، دیر میں سوتے

پہروں وقت وہ اپنا کھوتے

بے منہ دھوئے کھانا کھاتے

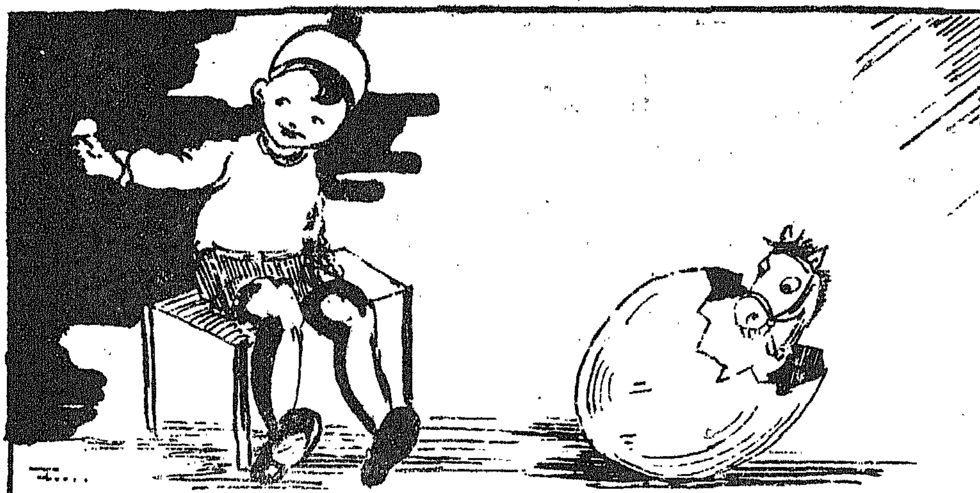
بے منہ دھوئے پڑھنے جاتے

بال اور ناخن صاف نہ کرتے
دو دو دن اس طرح گزرتے
بستر گندا کپڑے گندے
ٹوپی گندی، جوتے گندے
جب ان کو یوں میلا پایا
بیماری نے آن دبایا
کڑوی روز دوائیں پینا
موت سے بدتر ہو گیا جینا



بادل آئے بادل آئے

بادل آئے بادل آئے   بارش لائے بارش لائے
بجلی چمکی بادل گرجا   بوندیں آئیں، پانی برسا
ٹپ ٹپ ٹپ ٹپ قطرے ٹپکے   کپڑے بھیگے خوب ہی سب کے
ٹھنڈی ہوا نے جی بہلایا   گھر سے چل کر باغ میں آیا
سب نے کہا یہ جھولا ڈالیں   تھوڑا سا پکوان پکالیں
ہم سب نے پکوان پکایا   خوش ہو کر پکوان یہ کھایا
بادل آئے بادل آئے   بارش لائے بارش لائے

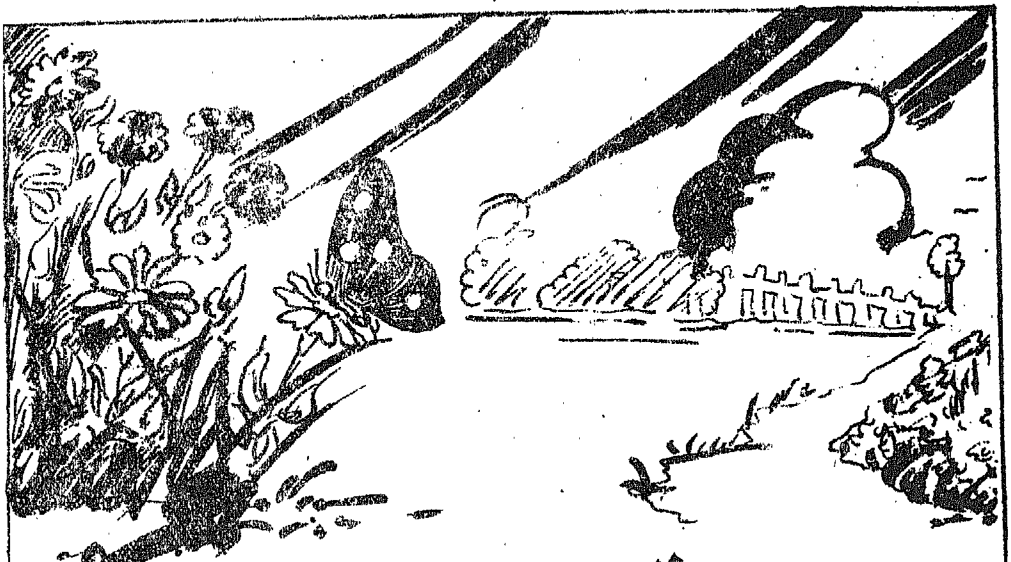


طاہر نے اک انڈا توڑا

طاہر نے اک انڈا توڑا　　انڈے میں سے نکلا گھوڑا
گھوڑے نے اک ٹاپ جو ماری　　نکلی پھولوں کی اک کیاری
پھول تھے اس کے پیارے پیارے　　جیسے ہوں رنگیں ستارے
ان میں سے اک پھول جو توڑا　　اس میں تھا اک سونے کا کٹورا

اُس میں بھرا تھا دودھ سا پانی   میٹھا پانی ٹھنڈا پانی
بھینی بھینی خوش بو اس کی   جب طاہر کی ناک میں آئی

اس نے کٹورا منہ سے لگایا
آپ پیا اوروں کو پلایا

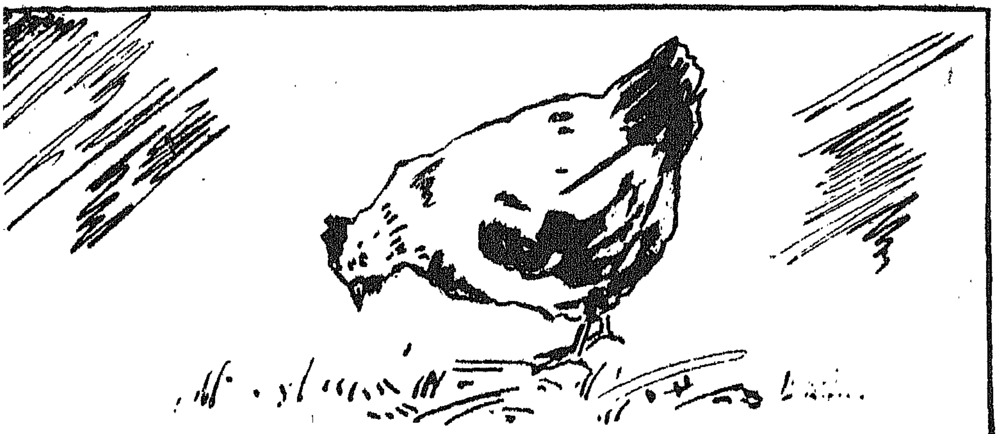


واہ ری تتلی! واہ ری تتلی

دیکھو آئی تتلی اُڑتی! — چاروں طرف کو گھومتی مڑتی
رنگت اس کی نیاری سب سے — صورت اس کی پیاری سب سے
روپ انوکھا رنگ نرالا — اوڑھے ہوئے رنگیں دوشالا
آ بیٹھی اِس شاخ پہ تتلی — جا بیٹھی اُس شاخ پہ تتلی

دن بھر اُس کا کام یہی ہے　　تتلی کا آرام یہی ہے
باغ میں آتی جاتی ہے وہ　　پر اپنے پھیلاتی ہے وہ
اس کا بانا مجھ کو بھایا　　اس نے میرے دل کو لُبھایا

کالی پیلی نیلی چیتلی
واہ ری تتلی واہ ری تتلی



میں کیا ہوں یہ بتلاؤ تم

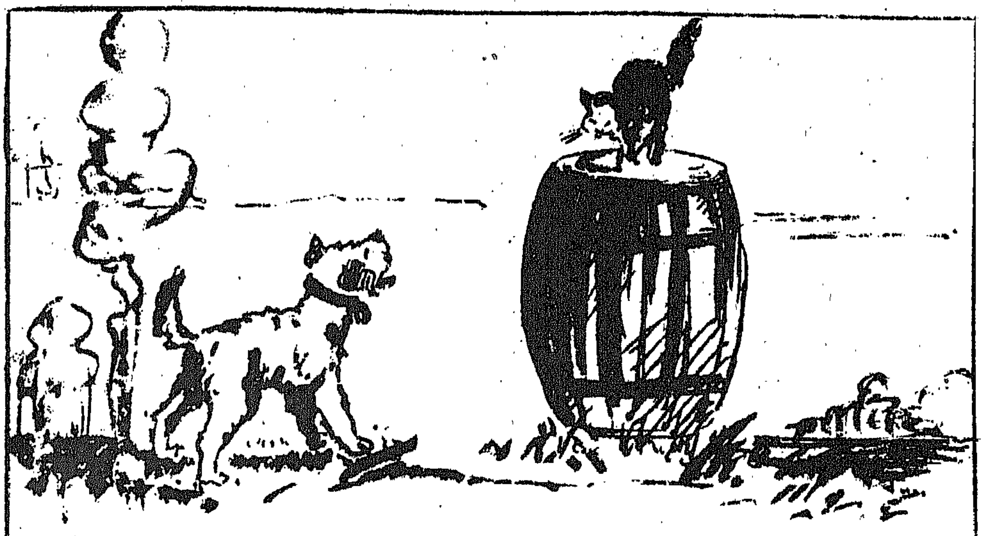
میں کیا ہوں یہ بتلاؤ تم ! — پھر گھی اور شکر کھاؤ تم
میں لڑتی ہوں نہ جھگڑتی ہوں — بس کٹ کٹ کٹ کرتی ہوں
میں جو کچھ بھی پا لیتی ہوں — وہ خوش ہو کر کھا لیتی ہوں
میں بچوں کو بہلاتی ہوں — انڈوں کے ڈھیر لگاتی ہوں
میں بلی سے گھبراتی ہوں — میں کتے سے کتراتی ہوں

جب خوب اندھیرا ہوتا ہے ڈربے میں بسیرا ہوتا ہے
میں کیا ہوں یہ بتلاؤ تم
پھر گھی اور شکر کھاؤ تم



چندا ماموں

اچھے چندا ماموں آؤ
آؤ میرا جی بہلاؤ
دور ہی دور سے تکنا کیسا
آپ ہی آپ چمکنا کیسا
تاروں کو بھی لیتے آنا
گائیں گے سب مل کر گانا
پہلے تو یہ شکل تمھاری
ناخن سے ملتی جلتی تھی
پر اب ہے گولائی آئی
تھال کی صورت تم نے پائی
روشن روشن پیاری پیاری
چندا ماموں شکل تمھاری
مجھ کو دل سے بھاتی ہے یہ
جی کو مرے بہلاتی ہے یہ



کتّے اور بلّی کی لڑائی

آؤ سناؤں ایک کہانی　　ایک تھا راجا ایک تھی رانی
راجا نے اک کتّا پالا　　اس کے گلے میں پٹّا ڈالا
رانی نے اک بلّی پالی　　نیلی پیلی آنکھوں والی
اک دن بلّی آئی وہاں پر　　کتّا تھا موجود جہاں پر

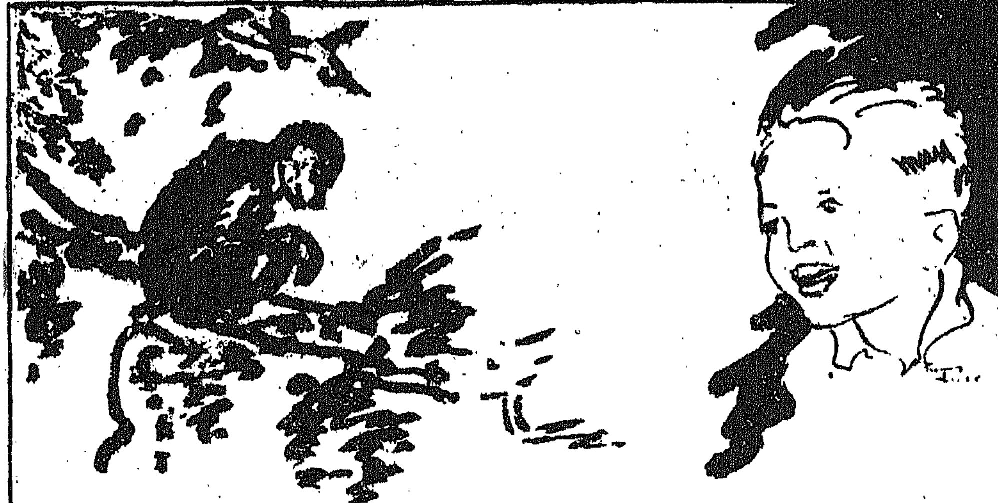
کتا بھونکا اور غرّایا دوڑ کے وہ بلّی پر آیا
اس پر بلّی بھی غرّائی خوب ہوئی دونوں میں لڑائی

لڑنا بھڑنا کام نہ آیا
مفت میں دونوں نے دکھ پایا



کوّوں کی بارات

کیوں یہ کائیں کائیں مچائی — کوّوں کی بارات ہے آئی
مل جل کر سب کھانے بیٹھے — خوب مزے سے دعوت کھائی
کوئی لایا لڈو پیڑے — کوئی لایا دودھ ملائی
کھا پی کر دولہا یوں بولا — میری دُلہن کیوں نہیں آئی
اِس پر بگڑے سارے براتی — ہونے لگی آپس میں لڑائی
اِس نے اس کے ٹھونگیں ماریں — اُس نے گردن اِس کی دبائی
کوّوں کی بارات میں نیّرؔ — اپنی غزل یہ ہم نے گائی



چھٹی میں نے خوب منائی

پیر کے دن میں جلدی جاگا
بستہ لے اسکول کو بھاگا

منگل کے دن جنگل دیکھا
اس جنگل میں منگل دیکھا

بدھ کے دن یہ دل میں آئی
میں نے کھائی خوب مٹھائی

جمعرات کو دیکھا بندر
منہ تھا جس کا لال چقندر

جمعہ کو میں نے دلّی دیکھی   دلّی میں ایک بلّی دیکھی
ہفتہ کے دن میلا دیکھا   میلا دیکھا ہاکی کھیلا
چھٹی تھی اتوار کو بھائی
چھٹی میں نے خوب منائی



ریل کا کھیل

آؤ نیا اک کھیل بتائیں
ہم سب بن کر ریل بنائیں

اسلم تم بن جانا انجن
چلنا پھک پھک چھک چھک شن شن

کرتوں کے دامن کو پکڑ کر
خوب ہی تن کر خوب اکڑ کر

ہم بھی چلیں گے آگے پیچھے
چلتے ہیں جیسے ریل کے ڈبّے

گارڈ ذرا بن جاؤ حامد   جھنڈی سبز ہلاؤ حامد
سوہن تم سگنل کو گرادو   موہن تم انجن کو چلادو
پہلے کل پرزوں کو ہلانا   زور سے پھر سیٹی کو بجانا
بن کر ریل چلیں بل کھاتے   دور چلے جائیں اٹھلاتے

اسٹیشن پر رک جائیں گے
یوں ہم سب جی بہلائیں گے



ریچھ کا ناچ

بیٹیا اپنا ناچ دکھا دے
ناچ دکھادے ناچ دکھادے
بیٹیا اپنا ناچ دکھا دے
ناچ ذرا دل کھول کے بیٹیا   سب کو دکھادے ناچ تو اپنا

بٹیا اپنا ناچ دکھا دے

بٹیا اپنا ناچ دکھا دے

پیچھے کھڑے ہیں دانت نکالے   گردن اور کولھے مٹکالے

بٹیا اپنا ناچ دکھا دے

بٹیا اپنا ناچ دکھا دے

کشتی لڑے رستم بن جا   زور دکھا کچھ دیر کو تن جا

بٹیا اپنا ناچ دکھا دے

بٹیا اپنا ناچ دکھا دے

ناچ چھما چھم چھمک چھمیا   کود دھما دھم دھمک دھمیا

بٹیا اپنا ناچ دکھا دے

ناچ دکھا دے ناچ دکھا دے

بٹیا اپنا ناچ دکھا دے

کام کی باتیں



آؤ بھائی آؤ بھائی　　بات مری سن جاؤ بھائی
ہاتھ اور منہ ہو صاف ہمارا　　بھاتی دل سے ہم کو صفائی
بات جو نکلے منہ سے ہمارے　　اس میں کسی کی ہو نہ برائی
بے پوچھے ہم ہاتھ نہ ڈالیں　　ہم کو ملے گر چیز پرائی
چاقو کاپی پنسل کاغذ　　پیسہ، دھیلا، آنہ، پائی
لڈو پیڑا برفی نکتی　　بالوشاہی، نان خطائی
مان گئے ہم بھیا تم نے　　خوب ہمیں یہ بات بتائی



موٹے خاں

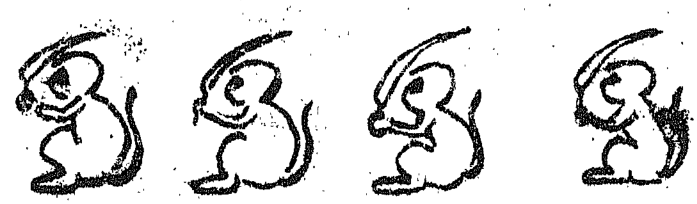
ایک میاں تھے موٹے خاں   نام تھا اُن کا چھوٹے خاں
چھوٹے خاں بازار گئے   چلتے چلتے ہار گئے
دو بکرے لے کر آئے   دو مرغے لے کر آئے



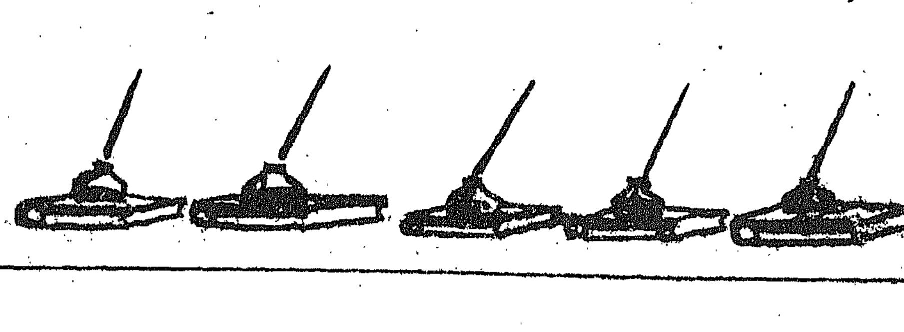
بکرے بولے موں موں   مرغ بولے ککڑوں کوں
لائے وہ طوطے بھی تین   ان طوطوں نے بجائی بین



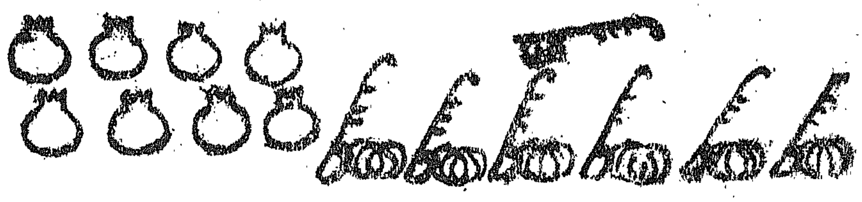
لائے وہ بندر بھی چار   ہاتھ میں جن کے تھی تلوار



پانچ کتابیں بھی لائے   پانچ دواتیں بھی لائے



چھ خربوزے سات ستار   سات شریفے آٹھ انار



نو خرگوش اور دس گھوڑے   پہنے مخمل کے جوڑے



چھوٹے خاں جب گھر آئے   ساتھ یہ سب چیزیں لائے

دوڑے سارے گھر والے   آئے سب بچے بالے

سب نے یہ چیزیں دیکھیں

ٹپیں ٹپیں ٹپیں ٹپیں   پھیں پھیں پھیں!



چھبو کے پکوڑے

چھبو آئے دوڑے ہاتھ میں لے کر چار پکوڑے
ایک پکوڑا ہم نے اٹھایا خوب مزے لے لے کر کھایا

بھائی بولے بھیا چھبو ایک پکوڑا ہم کو بھی دو

چھبو نے ایک پکوڑا — ہاتھ پہ اپنے بھائی کے رکھا
بھائی نے بھی اُس کو اُٹھایا — خوب مزے لے لے کر کھایا

ابّا بولے بیٹا چھبّو! — ایک پکوڑا ہم کو بھی دو
چھبّو نے ایک پکوڑا — ابا جی کے ہاتھ پہ رکھا
ابّا نے وہ آپ بھی کھایا — تھوڑا سا اماں کو چکھایا
ایک بچا وہ کھا گئے چھبّو — چھٹ پٹ اُس کو اڑا گئے چھبّو

ختم ہوئے یوں چار پکوڑے
کھا پی کر پھر چھبّو دوڑے

میں کیا ہوں یہ بتلاؤ تم

میں کیا ہوں یہ بتلاؤ تم — پھر گھی اور شکر کھاؤ تم
میں تم کو دودھ پلاتی ہوں — میں تم کو کھیر کھلاتی ہوں
گھی دودھ دہی مکھن ربڑی — لڈو پیڑے کھویا برفی!
سب مجھ کو دل سے پالتے ہیں — سب مجھ کو چارا ڈالتے ہیں
بچھڑے میرے کام آتے ہیں — کھیتوں میں ہل وہ چلاتے ہیں
میں چرنے جنگل جاتی ہوں — چر چگ کر گھر آ جاتی ہوں

میں کیا ہوں یہ بتلاؤ تم
پھر گھی اور شکر کھاؤ تم



خوب ہوتا اگر ہوا کرتے

خوب ہوتا اگر ہوا کرتے — خط کے کاغذ یہ پیڑ کے پتے
حال لکھ لکھ کے بھیجتے اُن پر — لکھنؤ[1]، کان پور[2]، کلکتے[3]

خوب ہوتا جو بڑھ کے بن جاتی — ریڈیو ہر درخت کی ڈالی

۱، ۲، ۳ شہروں کے نام

یہ سناتی ہمیں جہاں کی خبر　　بیٹھتے ایک پل نہ ہم خالی

خوب ہوتا سنا دیا کرتی　　پیڑ کی چڑ کبھی کبھی گانا
کتنا آسان ہم کو ہو جاتا　　اپنے غمگیں دل کا بہلانا



یہ ایک چھوٹا سا بچّہ ہے

سویرے ہی سویرے یہ — خدا کی حمد گاتا ہے
یہ ورزش روز کرتا ہے — یہ روزانہ نہاتا ہے
یہ مکتب روز جاتا ہے — سبق فر فر سناتا ہے
یہ اپنی سب کتابوں کو — قرینے سے لگاتا ہے
یہ نظمیں خوب پڑھتا ہے — یہ گانے خوب گاتا ہے
یہ غم خوش ہو کے سہتا ہے — یہ دکھ میں مسکراتا ہے
یہ اپنی پیاری باتوں سے — سبھی کا دل لبھاتا ہے



موتی ایک بجے تم آنا

موتی ایک بجے تم آنا — جوتی کو بھی ساتھ میں لانا
زاہد اور اکرم آئیں گے — شاہد اور اسلم آئیں گے
پھر اک بار اکٹھے ہوں گے — سارے یار اکٹھے ہوں گے
پہلے کھانا کھائیں گے ہم — پھر کچھ گانا گائیں گے ہم
ڈیڑھ بجے آئے گی سواری — ہوگی چلنے کی تیاری

دو یا تین بجے جائیں گے
سب مل کر جی بہلائیں گے

پہنچیں گے دریا کے کنارے
دیکھیں گے پانی کے نظارے

چار بجے تک ٹھیریں گے ہم
خوب مزے سے تیریں گے ہم

پانچ بجے پھر واپس آ کر
دوڑیں گے میدان میں جا کر

جب پورے چھ بج جائیں گے
اپنے اپنے گھر جائیں گے

دل ہم سب کا شاد رہے گا
یہ دن ہم کو یاد رہے گا



مُنّی کی بلّی

مُنی نے اک بلی پالی — بلّی تھی وہ دلّی والی

رنگ تھا اس کا کالا کالا — کالا کالا سب سے نرالا

آنکھیں تھیں نیلی پیلی سی — نیلی پیلی چمکیلی سی

گھر گھر پھرنے جاتی تھی وہ — دودھ ملائی کھاتی تھی وہ

گوشت کی بوٹی کھا لیتی تھی　　سالن روٹی کھا لیتی تھی
چُہیا کو یہ دیکھ جو پاتی　　جھٹ پٹ اس کو چٹ کر جاتی
کتے سے گھبراتی تھی وہ　　اس کے پاس نہ جاتی تھی وہ
نام تھا اس بلّی کا موتی　　موتی نام سے وہ خوش ہوتی
کرتی رہتی میاؤں میاؤں　　کہتی ہیں آؤں میں آؤں
منّی جب موتی کو بلاتی　　موتی دوڑی دوڑی آتی

منی اور موتی کی کہانی
خوب رہی نیّر کی زبانی



میری پیاری اماں جان

بچہ تھا میں اک اَن جان   مجھ کو نہ تھی کچھ بھی پہچان

تم نے پڑھایا میرا مان   مجھ پہ رہیں صدقے قربان

میری پیاری اماں جان

میری پیاری اماں جان

وقت پہ کھانا تم نے دیا وقت پہ کپڑا تم نے سیا
میرے لئے سب کام کیا پھر بھی بدلا کچھ نہ لیا

میری پیاری اماں جان
میری پیاری اماں جان

میرے لئے جھولا ڈالا میرے لئے طوطا پالا
گورا تھا میں یا کالا میرا بول رکھا بالا

میری پیاری اماں جان
میری پیاری اماں جان



مچھّر نے اک پتھّر توڑا

مچھّر نے اک پتھّر توڑا　　پتھر میں سے نکلا گھوڑا
گھوڑے نے کچھ کھیر پکائی　　خوب مزے لے لے کر کھائی

اتنے میں اک بلّا آیا　　بلّا گھوڑے پر چلّایا
بلّے نے روٹی پکوائی　　خوب مزے لے لے کر کھائی

اتنے میں اک کتا آیا
اپنے منہ میں ہڈی لایا
کتے نے ہڈی تڑوائی
خوب مزے سے لے کر کھائی

اتنے میں اک اُلّو آیا
الّو نے اک کھیل دکھایا
اس نے اپنی مٹھی کھولی
مٹھی میں سے نکلی جھولی
جھولی میں سے نکلی بلّی
بلّی چل کر آئی دلّی
دلی میں کچھ مکھن پایا
یہ مکھن مچھر نے کھایا
مچھر نے پھر چھٹی پائی
نیّر نے یہ نظم بنائی



مُنّی کی بکری

منی کی بکری۔ کھوئی کہیں ہے۔ کھوئی کہیں ہے
کھوئی کہیں ہے
اِس دکھ سے منّی سوئی نہیں ہے۔ سوئی نہیں ہے
سوئی نہیں ہے

کرتے ہیں میں میں بکری کے بچے۔ بکری کے بچے!
بکری کے بچے!

کل شام سے یہ دونوں ہیں بھوکے۔ دونوں ہیں بھوکے
دونوں ہیں بھوکے

منی کا بھائی۔ جنگل میں پہنچا۔ جنگل میں پہنچا!
جنگل میں پہنچا!

جنگل میں پھر کر۔ بکری کو دیکھا۔ بکری کو دیکھا
بکری کو دیکھا

دریا کنارے۔ بکری کو پایا۔ بکری کو پایا
بکری کو پایا

اس کو پکڑ کر۔ ساتھ اپنے لایا۔ ساتھ اپنے لایا

ساتھ اپنے لایا

بکری ہوئی خوش گھر اپنے آکر۔ گھر اپنے آکر

گھر اپنے آکر

منّی ہوئی خوش بکری کو پاکر۔ بکری کو پاکر

بکری کو پاکر

بچے تھنوں سے چمٹے ہوئے ہیں۔ چمٹے ہوئے ہیں

چمٹے ہوتے ہیں

تھوڑی جگہ میں سمٹے ہوئے ہیں۔ سمٹے ہوئے ہیں

سمٹے ہوئے ہیں

دیکھو تو کیسی سیدھی ہی بکری۔ سیدھی ہی بکری
سیدھی ہی بکری

سیدھی ہی بکری، پیاری ہی بکری۔ پیاری ہی بکری
پیاری ہی بکری



یہ دیکھو اک گلہری ہے

یہ دیکھو اک گلہری ہے — نہ گونگی ہے نہ بہری ہے
یہ چڑھتی ہے درختوں پر — پھرا کرتی ہے یہ گھر گھر
اُچھلتی ہے کدکتی ہے! — اُچکتی ہے پھُدکتی ہے
یہ شاخوں پہ لٹکتی ہے — یہ چلنے میں مٹکتی ہے
مٹھائی اِس کو بھاتی ہے — یہ پھل بھی خوب کھاتی ہے

یہ چہک چہک کر کے گاتی ہے مزے دن بھر اڑاتی ہے
یہ اپنی چھب میں نیاری ہے
سبھی بچّوں کو پیاری ہے



کھیل کا گیت

آؤ اوپر ہاتھ اُٹھائیں — اوپر سے پھر نیچے لائیں
دائیں بائیں آگے پیچھے — آگے پیچھے اوپر نیچے
پورب پچھم، دکن اُتر — چاروں سمت لگائیں چکر
اچھلیں کودیں دوڑ لگائیں — دوڑ میں سب سے آگے جائیں
بیٹھ کے اُٹھیں اُٹھ کر بیٹھیں — سر اونچا ہو سامنے دیکھیں

دکھ کی بات ہنسی میں ڈالیں   چوٹ لگے تو ہنس کر ٹالیں

آؤ آؤ کھیل جمائیں!

گیت یہ نیّر کا دُہرائیں



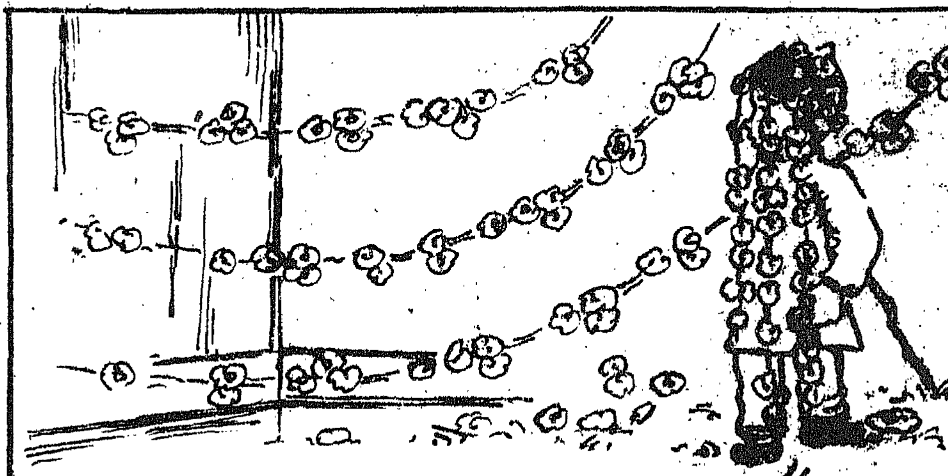
لطیفہ

اک شاہ اور اک شاہزادہ — گھر سے پہنے ہوئے لبادہ
جنگل کو چلے شکار کرنے — چیتل پہ ہرن پہ وار کرنے
گرمی جو بڑھی اتار ڈالے — وہ گرم لبادے اون والے
اک مسخرا بھی تھا ساتھ ان کے — آیا تھا کہیں سے ہاتھ اُن کے
کاندھے پہ یہ اس کے ڈال کر وہ — کہنے لگے دیکھ بھال کر وہ

اب بوجھ ہے تم پہ اک گدھے کا   سنتے ہی وہ مسخرا یہ بولا!

یہ بات نہیں حضور والا

ہے بوجھ یہ مجھ پہ دو گدھوں کا



گڈّے میاں کا سہرا

جامعہ ملّیہ اسلامیہ کے تعلیمی مرکز میں "گڑیا کا بیاہ" کے نام سے ایک منصوبہ ہوا تھا۔ اسی تقریب سی گڈّے میاں کا یہ سہرا لکھا گیا۔ بچّوں کو یہ بہت ہی پسند آیا۔ اس لئے اس مجموعہ میں شامل کیا جاتا ہے۔

گڈّے میاں نے باندھا ہے سہرا
دیکھو تو کیسا اچھا ہے سہرا

گڑیا دلھن ہے دولھا ہے گڈا
دولھا دلھن کا پیارا ہے سہرا

پھولوں کی خوشبو پھیلی ہوئی ہے
محفل میں ساری مہکا ہے سہرا

پھولوں کی لڑیاں پھولوں کی چھڑیاں
خوشیوں کی گھڑیاں لایا ہے سہرا

چاند اور سورج اس پر فدا ہیں
تاروں کو دل سے بھایا ہے سہرا

بچے بھی خوش ہیں خوش ہیں بڑے بھی
خوشیوں کا شاید تحفا ہے سہرا

گڈے میاں کی شادی رچی ہے
تنویر بھی لکھ کر لایا ہے سہرا

ن۲۲ ۸۹۱٤۲۳۸۷
(بك)
۳۲۲۳۲

Date	No.	Date	No.